آغوشِ صدف

اگر حالات نے کاٹے نہ پر ہوتے
فضاؤں میں مرے بھی آج گھر ہوتے

نکلتی ہے صدا بے اختیاری میں
کسی کے کاش ہم بھی ہمسفر ہوتے

انتساب

شاعری کا کمال جن سے ہے
یہ حسیں سا خیال جن سے ہے

عابد علی خاکسارؔ

نام کتاب	آغوشِ صدف
شاعر	عابد علی خاکسار
سن اشاعت	2009ء
تعداد اشاعت	1000
قیمت	-/140 روپے
کمپوزنگ	AKAS آرٹس، راولپنڈی
نظر ثانی	پروفیسر عبدالصبور
ناشر	پرنٹ لنکس، ہاتھی چوک، راولپنڈی
	فون: 051-5518489
اسٹاکسٹ	گاؤں ڈاکخانہ منڈھول، تحصیل ہجیرہ،
	ضلع پونچھ، آزاد کشمیر
	فون: 0355-8119168

ای میل: abidalikhaksar@yahoo.com

abid_aaghosh@yahoo.com

فہرست

نمبرشمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبرشمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	انتساب		2	فہرست	
3	دیباچہ		4	خاکسار......	
5	محبت کا استعارہ		6	تعمیر پنہاں ہے تحریر شامیں	
7	کچھ اپنے بارے میں		8	شاگرد کی نظر میں	
9	دیگر معاونین		10	ذیشان کی تحریر	
11	حمد	1	12	نعت رسول مقبولؐ	3
13	عشق میں تو......	4	14	مرا اُن سے تو اتنا......	5
15	کبھی یقیں پُر شباب......	7	16	مجھ کو اپنا گدا......	8
17	اُن پر وبال سے......	9	18	جب ہوئی آنکھ......	11
19	ساقیا کھائی تھی......	12	20	گلبہار شریف کوٹلی......	13
21	آہ کشمیر......	17	22	زلزلہ......	19
23	ارے کتنے بھلے......	21	24	نہ پھوٹے گی جب......	22
25	سعی کی ہم نے......	23	26	عمر ساری یہی......	24
27	شکوہ کرتے کسی سے......	25	28	ملتے ہیں گرگرمی......	26
29	وعدہ کر کے نبھانا......	27	30	خوب بدلہ یہاں......	28
31	اصل میں وہ وفا......	30	32	یہ کیسی عطا ہے سویرے......	32
33	سیکھ لیا اوروں......	34	34	خدایا جب ترے......	35
35	مشرف کا اقتدار......	37	36	کیسے لائیں جگر......	39
37	وہ بڑا خوش ہوا......	41	38	وہ آئے گا......	42
39	دل بھرا اور کیا......	43	40	جب بھی ان کو......	45
41	دوستی تو شباب......	47	42	وہ ہمارے نہیں......	49
43	جو بھی میرے زخمِ جگر......	51	44	متفرق اشعار	52
45	ایک ہونہار سٹوڈنٹ......	53	46	جب طبیعت مری......	54

نمبر	عنوان	صفحہ	نمبر	عنوان	صفحہ
47	جس طرح چاہے......	56	48	امریکہ افغانستان کے......	58
49	میں لٹا ہوں......	60	50	جو تو میرے خیال......	62
51	تو مجھے یاد آئے......	64	52	ضبط نہ میرا آزما......	66
53	ایک شعر	68	54	ایک شعر	69
55	اُس کو کاش یوں......	70	56	ہے پار اگر جانا......	71
57	ایک دوست کے......	72	58	زمانہ تو زمانہ......	73
59	شوق سے تو لبوں......	74	60	سامان تیری موت کا......	75
61	دل مرا جب......	77	62	جو شاہی دفاتر......	79
63	سیاہ راتوں میں......	81	64	دسویں جماعت کی......	83
65	دو شعر	85	66	تُو ابھی دل دکھانے......	86
67	مجھے یہ زمانہ کھُل......	87	68	چُپ ہوتے ہیں تو......	88
69	زُلفیں چہرے پر......	89	70	گُل ہیں بے بُو......	91
71	دنیا سے چوٹ دل......	92	72	بڑے لوگ چھوٹوں......	94
73	پھرتے ہیں دربدر......	96	74	یہ چمن میں بہار......	98
75	ارے خُدا ماجرا......	100	76	دل مرا بچ رہا......	101
77	تُو سوزِ جگر کا......	102	78	جدید تعلیم	104
79	ایک شعر	107	80	اے دلِ زار تُو......	108
81	یہ دنیا نہ ہی وہ......	110	82	اندھیرے کو ضیا......	112
83	مرے دل کی وہ......	114	84	عید مبارک	116
85	مت پوچھ مجھے......	119	86	مرنے کا کوئی......	120
87	لٹا تھا یہیں......	121	88	اک جسم کے مٹنے......	122
89	سبھی ہیں بے وفا......	124	90	غیر کے تذکرے......	126
91	ستم کا ہر نشانہ دل......	128	92	کشمیر بچانا ہے......	130
93	ایک شعر	132	94	متفرق اشعار	133
95	آزادی	134	96	دعا	135

دیباچہ

(ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر پرنسپل شمع اکیڈمی سردار محمود احمد خان منڈھول)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین

عزیزم محترم عابد علی خاکسار نے اپنی بیاض شاعری بندۂ ناچیز کو پیش کی اور فرمائش کی کہ اس کا دیباچہ لکھوں۔ میں ان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھ ناچیز کو لائق التفات سمجھتے ہوئے مجھے کچھ شہرت دینے کی کوشش کی۔ لیکن دوسری طرف میں حیران ہوں کہ مجھ میں یہ اہلیت کہاں کہ اس بارِ گراں سے عہدہ برآ ہونے کے قابل ہوسکوں؟ مجھے اچھی طرح احساس ہے کہ میں نہ تو خود شاعر ہوں اور نہ ہی شاعری کی کوئی خاص سوجھ بوجھ یا پرکھ رکھتا ہوں، تو پھر اس طویل کلام پر رائے زنی کا سلیقہ کہاں سے آئے گا؟ یہ ایسے ہی ہے کہ کسی اناڑی کاریگر کو فنِ تعمیر کے کسی بڑے شاہکار (خوبصورت اور مضبوط پل یا عمارت) کے بارے میں تبصرہ کرنے کو کہا جائے۔

بہر کیف عزیز محترم عابد صاحب کی فرمائش میرے سر آنکھوں پر اور حکم کی تعمیل باعثِ سعادت سمجھتا ہوں۔ عزیز موصوف دیرینہ طور پر میرے حلقۂ تلمذ

میں رہے ہیں۔ جہاں میں نے موصوف کو بہت ذہین اور قابل شاگرد کے طور پر پایا اور جیسا کہ مجھے اپنے ہونہار تلامذہ پر ہمیشہ سے فخر رہا ہے موصوف بھی ان میں بڑھ چڑھ کر آگے رہے ہیں۔

موصوف فطری اور طبعی طور پر علم و ادب سے خصوصی لگاؤ اور میلان رکھتے ہیں۔ وہ معاشی پریشانی کی وجہ سے فی زمانہ پسندیدہ شعبہ تعلیم یعنی سائنس میں تو نمایاں کارکردگی نہ دکھا سکے لیکن علم و ادب اور خصوصاً شاعری کے میدان میں بہت آگے نکلے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہم ان کے پہلے ضخیم مجموعۂ کلام سے متعارف ہو رہے ہیں اور آئندہ ان سے مزید اعلیٰ پائے کی شاعری کی توقع رکھتے ہیں۔

جہاں تک عروض و اوزان کا تعلق ہے وہ خود بھی بے لاگ اور جرأت افزاء سچائی کے ساتھ معترف ہیں کہ ''قطرے سے گہر ہونے تک'' کئی مراحل اور تجربات سے گزرتا ہوگا۔

ان کے جذبات کی روانی میں اتنی شدت اور توانائی ہے کہ عروض و اوزان کی رسوم اور پابندیوں کو پھلانگ کر بے کراں ہو جانا چاہتے ہیں۔

جملہ کلام سے ہر مقام پر جو خصوصیات بار بار مترشح ہے وہ یہ موصوف زمانے کے ناہمواریوں، زیادتیوں اور رواج پر بتہ برہم نظر آتے ہیں، لہٰذا ان

کے طعن و تشنیع سے کوئی بھی محفوظ نظر نہیں آتا خواہ کوئی یگانہ ہو یا بیگانہ

یزداں بکمند آور، اے ہمت مردانہ

وہ کرب ناک غلامی سے لے کر عامیانہ پابندی تک ہر بندھن کو تار تار کرنے کے در پے نظر آتے ہیں۔ ہر جگہ زمانے سے بغاوت ان کے ذہن اور خیال کی عکاسی کرتی ہے۔ جب درد والم کے اظہار کی طرف آتے ہیں تو تاثرات کی گہرائی اور گیرائی کے کرشمے دکھاتے ہیں۔

جگر خوں ہو تو ہوتا ہے اثر پیدا

اس ضمن میں ان کے اشعار ایک عید کارڈ کے ملنے پر ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ آخر میں موصوف کے حق میں نیک تمناؤں اور حوصلہ افزائی کے بھرپور جذبات کے ساتھ دعا گو ہوں کہ وہ اس میدان میں کامیاب تر ہو گزریں۔

اللہ کرے جوش جنوں اور زیادہ

سب کہاں کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

دعا گو

محمود احمد خان

خاکسار...... ایک ابھرتا ہوا شاعر

ڈاکٹر صابر آفاقی

ریاست پونچھ قدیم ایام سے ہی ایک ایسا خطہ رہا ہے جہاں علم و ادب، سیاست اور فن و ہنر کی بالا دستی رہی ہے۔ اس سرزمین نے نامی گرامی شخصیات کو جنم دیا جن میں شیخ عبداللہ رفیق، سر سید احمد خان، چوہدری روح اللہ، شمس خان، کرشن چندر ٹھاکر پونچھی شامل ہیں۔

1947 میں ریاست پونچھ دولخت ہوگئی۔ ایک حصہ مقبوضہ پونچھ اور ایک علاقہ آزاد پونچھ کہلایا۔ یہاں سے ایک تہذیب دو دھاروں میں بہنے لگی۔ وہاں اگر رواداری اور تحمل کی روایت پروان چڑھی تو یہاں طرح طرح کے سیاسی اور نسلی تعصّبات نے جنم لیا۔ اتفاق کی جگہ افتراق کی ہوائیں چلنے لگیں۔ یہاں علم و ادب کا چلن اس لئے بھی نہ ہو سکا کہ نوجوان بڑی تعداد میں فوج میں چلے گئے۔ ظاہر ہے کہ شمشیر کا تعلق قلم سے نہیں ہو سکتا۔ تعلیمی پسماندگی اور اقتصادی بدحالی نے بھی شعر و ادب کا راستہ روکے رکھا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ سیاست نے سارا ماحول ہی خراب کر دیا۔ سوچ کے سوتے خشک ہو گئے اور تخلیقی ذہن معطل ہو گیا۔ عاقبت نا اندیش سیاست دانوں نے جھوٹے وعدوں اور کھوکھلے نعروں سے عوام کو

الجھائے رکھا۔ یہ المیہ دو چار برس کی بات نہیں نصف صدی کا قصہ ہے۔
میں اگر پونچھ کے دونوں حصوں کو تکڑی کے دو ترازو قرار دوں تو با آسانی کہا جا سکتا ہے کہ مقبوضہ حصے کے ترازو میں اگر پھول کھلتے رہے تو آزاد خطے کے ترازو میں خس و خاشاک ہی تولے گئے۔

یہ علاقہ شاعری ادب صحافت اور ہنر کے لحاظ سے 1959 تک ویران نظر آتا ہے اور سنسان دکھائی دیتا ہے اس زمانے میں پروفیسر عبدالحلیم صدیقی پونچھ کے واحد شاعر اور ادیب تھے۔ انہی برسوں راقم کا تبادلہ مظفر آباد سے یہاں ہوا تو میں نے اس ماحول کو شاعری سے آشنا کیا۔

دھیرے دھیرے لوگوں میں شعور آنے لگا تو شاعری کا چرچا بھی ہوا۔ گزشتہ برسوں میں راجہ شفیق اور راجہ اسلم بیاض لے کر سامنے آئے جو مستند اور پڑھے لکھے شاعر ہیں۔ ان کے بعد متعدد نوجوان اس میدان میں اترے لیکن فن پر عبور نہ رکھنے اور محنت سے عاری ہونے کے سبب میدان نہ مار سکے حال ہی میں ایاز عباس نے اچھا مجموعہ پیش کیا۔

پونچھ خطۂ آزاد میں شعر و شاعری کا پس منظر بس اتنا ہی آتا ہے۔
اب عابد علی خاکسار یہ مجموعہ شعر آپ کو پیش کر رہے ہیں۔ پندرہ بیس

سال اُدھر کی بات ہے خاکسار نے جملہ تخلیق کا فاضل مدیر اظہر جاوید سے رابطہ کیا اور مشق سخن میں رہنمائی کی اُن سے درخواست کی کہ تو مدیر موصوف نے خاکسار کی توجہ میری طرف مبذول کرادی۔ خاکسار کچھ چیزیں بجھواتے رہے مگر چونکہ راقم کا کام بہت زیادہ تھا میں نے گزارش کی کہ عروض سے رہنمائی لیجئے۔ خاکسار نے زیادہ تر غزل کہی ہے۔ بعض شعراء محض ایک شعر سے شہرۂ آفاق بنتے رہے ہیں جبکہ خاکسار کے اس مجموعے میں آپ کو درجنوں اچھے شعر مل جائیں گے۔ میں ان اشعار کا انتخاب دے کر رسوا نہیں ہونا چاہتا، لہٰذا اس کام کا قارئین پر چھوڑتا ہوں اور خاکسار کی مزید کامیابی کیلئے دعا گو ہوں۔

ڈاکٹر صابر آفاقی

مظفر آباد

29-11-2007

محبت کا استعارہ

خاکسار کی شاعری اس کا عملی اظہار ہے۔ یہ شاعری پڑھ کر انسان سوچتا ہے کہ جب خاکسار نے شاعری کا آغاز کیا تو نہ جانے یہ عالم جنون تھا یا لمحۂ ادراک؟ جو بھی تھا خوب تھا یہ عشق ہے اور عشق انسان کو اکیلا کر دیتا ہے۔ خاکسار ایک صاف شفاف آئینے کی مانند ہے جو معاشرے کے بگاڑ اور خوبیوں کو منعکس کرتا ہے۔ اس کے پاس موضوعات کی کمی نہیں ہر موضوع پر لکھتا ہے اور خون جگر سے شاعری کو ضو کرتا ہے دکھ درد و کرب میں لپٹے خیالات کو صفحہ قرطاس پر بکھیر کر دل موہ لیتا ہے۔

اچھوتا خیال اور نرالے خیالات لے کر وہ ایک ایسا سپیرا بن جاتا ہے جس کی سپاری میں سانپ کے بجائے دل بند ہوتے ہیں اور جب اس سپیرے کے بین مسحور کن لے کا جادو جگاتی ہے تو دل جھوم اُٹھتے ہیں۔ خاکسارؔ نوجوان نسل کا شاعر ہے اور نوجوان نسل اس کی شاعری پسند کرے گی۔ شاعری اگرچہ نئی ہے لیکن وقت کے ساتھ دینے کی بھرپور اہلیت رکھتی ہے۔ محبت کسی بھی شکل میں ہو یہ کبھی نہیں مرتی یہ ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔ خاکسار انشاءاللہ قلم قبیلے میں نام پائے گا اور اگر قدیم اور جدید شاعری کا مطالعہ جاری رکھا تو آنے والے وقتوں میں اس کی

شاعری میں مزید نکھار آئے گا۔

میری دعا ہے وقت گزرنے کے ساتھ خاکسار کی شاعری مزید نکھرے اور پہلا مجموعہ کلام "**آغوش صدف**" کی اشاعت پر دلی مبارک باد۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ!

دعا گو

پروفیسر عبدالصبور خان

گورنمنٹ کالج تراڑکھل

تعمیر پنہاں ہے تحریر شما میں

قلم وقرطاس سے تعلق انسان کی خوش بختی کی علامت ہے اس پر مستزاد کہ اس قلم وقرطاس کی جولانیوں کا محور کوئی مثبت اور تعمیری کام ہواور خوبصورتی کی انتہاء ہو جاتی ہے جب ایسے کام کو ادب کی نازک اور ملائم چادر اوڑھا دی جائے، جناب عابد علی خاکسار صاحب نے یہی کام سرانجام دے کر اپنا شمار اور اپنا تعلق عظیم لوگوں سے جوڑ دیا۔ احقر نے موصوف کی کتاب ''آغوشِ صدف'' کا مطالعہ کیا جب نصف کتاب پر پہنچ کر یہ شعر سامنے آیا دل بہت خوش ہوا کہ ایک تعمیری شاعری جنم لے رہی ہے۔ شعر ملاحظہ ہو۔

سچ بول کر دنیا میں بدنام ہوئے عابد
معلوم ہمیں نہ تھا معیار زمانے کا

اپنی تخلیقات اور شاعری میں جو لوگ اپنے زمانے کی اونچ نیچ، حالات، اتار چڑھاؤ اور نزاکت کا تذکرہ کر دیتے ہیں ایسی شاعری تاریخ کا حصہ بن کر ان کے نام کو زندہ رکھ لیتی ہے۔

جناب عابد علی خاکسار کا ردیف و قافیہ کہیں کہیں تو دیگر شعراء عصر سے بہت عمدہ واقع ہوا ہے۔ بحر کی سہل استعمال کی گئی ہے لیکن خوب ہے۔ ویسے بھی

جس علاقے سے شاعر کا تعلق ہے ادب ان کیلئے کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ اُن کی گھٹی میں شامل ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اس کلام کو باعث برکت بنائے اور تعمیرِ معاشرہ میں کلیدی کردار ادا کرے۔ موصوف بجا طور پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔

دعا گو

محمد قاسم خان مجاہد (جنڈالی)
تحصیل قاضی جوڈیشل مجسٹریٹ
راولاکوٹ، آزاد کشمیر

کچھ اپنے بارے میں

سب سے پہلے میں خدا کے حضور سراپا عجز و نیاز ہوں جس نے مجھ سے حقیر شخص کو کچھ لکھنے کی سکت عطا فرمائی۔ لاکھوں دُرود و سلام اُس ذات والا صفات پر جس کی نظر کرم مجھ سے عاصی سے بھی نہیں ہٹتی۔ یہ تخلیق والدین، اساتذہ اور پیر و مرشد کی شفقت اور نظرِ کرم کا ہی نتیجہ ہے۔

میں کون ہوں؟ کیا ہوں؟ کب لکھنا شروع کیا؟ یہی وہ سوالات ہوتے ہیں جو اکثر قارئین کے ذہن میں آتے ہیں۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ سب انسانوں کی طرح میں بھی ایک انسان ہوں۔ کسی آسمانی مخلوق یا ملکوتی مخلوق سے نہیں ہوں۔

بنیادی طور پر میرا خاندان درہ دولیاں پونچھ سے 1947 میں ہجرت کر کے منڈھول وارد ہوا۔ میرے والد گرامی سردار محمد ایوب خان گو کم پڑھے لکھے ہیں مگر علم دوست ہیں اگر وہ مجھ پر توجہ نہ دیتے تو میں آج پڑھنے لکھنے سے نابلد ہوتا۔ جب بھی کوئی کام ہوتا تو میں ہاتھ میں کتاب پکڑ کر بیٹھ جاتا تو وہ مجھے کام کیلئے نہ کہتے اور میرے پاس کام سے جان چھڑانے کا یہی بہانہ ہوتا۔ علاوہ ازیں میرے نانا محترم مولوی خان محمد خان (مرحوم) آف ککوٹہ بھی شعر کہا کرتے تھے گو اُس وقت میں چھوٹا تھا لیکن اُن سے شعر سنا کرتا تھا وہ بڑے بارعب انداز میں

شعر سناتے تھے۔ بہر حال اُن کا فرمانا تھا کہ میں نے اپنے مرشد پاک حضرت مہر علی شاہ کے حکم کے مطابق شعر لکھنے چھوڑ دیئے ہیں۔

تو علم کے حوالہ سے چوں چوں کا مربہ ہوں پڑھے لکھے مجھے ان پڑھ کہتے ہیں اور ان پڑھ کچھ کچھ مجھے پڑھا لکھا کہتے ہیں۔ اس لئے میں بھی پڑھے لکھوں میں چُپ رہتا ہوں اور ان پڑھوں پر خوب رعب جماتا ہوں۔ میری اصل دلچسپی سائنس میں تھی والدین مجھے ڈاکٹر دیکھنا چاہتے تھے اور میں بھی خود کو ڈاکٹر بنائے بیٹھا تھا۔ مگر حالات کچھ ایسے بنے کہ ڈاکٹروں کے مریض بن گئے۔ ویسے بھی سب ڈاکٹر بن جائیں تو مریض کہاں سے آئیں گے۔ ایف ایس سی کے بعد سائنس مجھے سائنس نظر نہ آئی بلکہ ایک تماشا نظر آیا اس لئے راستہ بدلنا پڑا۔ اب ایک ایسے محکمے میں جاب مل گئی ہے جسے ہر وقت لوگ گالیوں کی صورت میں خراجِ تحسین پیش کرتے رہتے ہیں یعنی بجلی کا محکمہ، وہاں کیا کرتا ہوں تو ضمیر جعفری کی نظم (کلرکی) پڑھ لیں تو میرے اوصاف سے آشنا ہو جائیں گے۔ اس حوالہ سے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔

کب لکھنا شروع کیا اس سلسلہ میں جیسے آپ ناواقف ہیں ایسے میں بھی ناواقف ہوں یعنی مجھے خود پتا نہیں کہ کب لکھنا شروع کیا؟ جب سے ہوش سنبھالا کچھ نہ کچھ لکھتا ہی نظر آیا، جسے آپ شاعری کہیں یا کچھ اور کہیں؟

مجھے خود پتا نہیں تھا کہ کیا لکھ رہا ہوں۔ اس کا پہلی بار کالج جا کر احساس ہوا جب میرے اُستادِ گرامی پروفیسر چوہدری بشیر صاحب (آف میرپور) ڈگری کالج میں ہجیرہ میں پڑھایا کرتے تھے انہوں نے مجھے آشیر باد دی اور کالج کے ادبی مجلّہ سُرن کا نائب مدیر مقرر کیا اور کالج سے امتیازی سند سے نوازا۔ بہرحال میں اُن کا شکرگزار ہوں۔ عروض سے آشنا ہوتا تو میری کئی کتابیں منظرعام پر آچکی ہوتیں۔

بہت سا کلام دوستوں کے ہاتھ لگ گیا جو مجھے اب یاد نہیں بہرحال جب کبھی مجھے کوئی میری غزل سناتا ہے تو اُس وقت پتہ چلتا ہے کہ میں نے یہ کبھی لکھی تھی۔

جناب ڈاکٹر صابر آفاقی صاحب کا شکرگزار ہوں جنہوں نے میری انتہائی خلوص اور شفقت سے رہنمائی فرمائی اور وہ بھی بذریعہ خطوط حالانکہ وہ مجھے جانتے بھی نہیں، تھے اس دور میں ایسے لوگوں کا پایا جانا کسی معجزے سے کم نہیں۔ اصغر علی موج صاحب بھی وقتاً فوقتاً رہنمائی اور حوصلہ افزائی کرتے رہے ہیں۔ اُن کا بھی ممنون ہوں۔ میں استادِ مکرم قبلہ محمود احمد صاحب کا بھی ممنون ہوں جن کا دستِ شفقت ساتھ ساتھ رہا، اِن کے علاوہ میں سردار بشارت صاحب (حال امریکہ برادرم عبدالقیوم نیازی صاحب وزیرِ خوراک آزاد حکومت ریاست جموں کشمیر) اور سردار ضرار صاحب (حال انگلینڈ فرزند عبدالقیوم نیازی صاحب وزیر

خوراک آزاد حکومت ریاست جموں کشمیر) جنہوں نے میرے بارے میں اِس انداز سے تاثرات لکھے کہ میرے جذبوں کو مزید جلا ملی۔

میں اپنے تمام دوستوں، بھائی سردار طارق محمود زخمی صاحب، کزنز اور اپنے سٹوڈنٹس کا شکرگزار ہوں جو مجھے ہر قدم پر سرہاتے رہے۔ سٹوڈنٹس میں بالخصوص راجہ شہباز نے کافی معاونت کی جو قابل ستائش ہے۔

باقی کیا لکھا ہے؟ یہ آپ پر منحصر ہے جو کچھ لکھا ہے آپ کے سامنے ہے۔ اچھا لکھا ہے کہ برا لکھا ہے فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ اگر اچھا کہا تو سمجھوں گا کہ آپ مجھے میری حماقتوں کی داد دے رہے ہیں۔ اچھا نہ کہا تو کہوں گا آپ بڑے اچھے ہیں، بہرحال آپ کی رائے کا احترام اپنے پر فرض سمجھتا ہوں۔

میں آخر میں ڈاکٹر صغیر صفی صاحب، اپنے استادِ محترم اور پروفیسر عبدالصبور خان صاحب کا بھی شکرگزار ہوں۔ لکھنا بہت کچھ چاہتا تھا مگر نہیں لکھ رہا ہوں کہ کہیں آپ زیادہ محظوظ نہ ہو جائیں۔

عابد علی خاکسار

گاؤں وڈاکخانہ منڈھول

تحصیل ہجیرہ وضلع پونچھ جموں وکشمیر

Ph: 0355-8119168

زمانہ دیکھے گا جب مرے دل سے محشر اُٹھے گا گفتگو کا
مری خموشی نہیں ہے، گویا مزار ہے حرفِ آرزو کا

علامہ اقبال کا یہ شعر ایک خاموش طبع انسان عابد علی خاکسار صاحب کی شخصیت کی بھرپور عکاسی کرتا ہے بلکہ ایک جگہ وہ خود بھی فرماتے ہیں۔

خاموش رہو عابد غماز ویرانی ہے
اظہار تو کر دے گی جو لوگ چھپاتے ہیں

میرے قابلِ احترام استاد ہونے کی حیثیت سے سب سے پہلے میں اُنہیں انُ کے پہلے شعری مجموعے ''آغوشِ صدف'' کی اشاعت پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ وہ معاشرتی اقدار اور انسانی جذبات سے سرشار مثبت سوچ کے مالک ہیں۔ انتہائی حساس اور شفیق انسان ہیں۔ ''آغوشِ صدف'' انتہائی خوبصورت غزلوں اور نظموں کا مجموعہ ہے۔ ان کی شاعری ہر عمر کے انسانوں کے جذبات کی ترجمان ہے۔ ''آغوشِ صدف'' کی اشاعت ہم سب کیلئے اعزاز کی بات ہے۔ دعا ہے کہ انہیں قدم قدم پر کامیابی اور کامرانی نصیب ہو۔

راجہ شہباز احمد
بی ایس سی ایس
مظفرآباد یونیورسٹی

بذیل احباب گرامی تعاون نہ کرتے تو میرا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوتا

1- سردار سلیم اختر (ماموں) ککوٹہ

2- سردار سجاد احمد (کزن) ککوٹہ

3- سردار شہزاد احمد (کزن) ککوٹہ

4- پروفیسر ریاض الرحمان بوائز ڈگری کالج ہجیرہ آف منڈھول

5- سردار یاسر خالد ذوق (کزن) آف ککوٹہ

6- سردار خالد محمد عباسی پرنسپل چنار سائنس اینڈ کمپیوٹر کالج منڈھول

7- پروفیسر رئیس بوائز ڈگری کالج ہجیرہ آف منڈھول

8- عبدالرحمان مغل آف منڈھول

9- سردار ماجد خیامی (کزن) آف منڈھول

10- سردار نزاکت علی (کزن) آف منڈھول

11- ہارون شریف آف بٹل

12 سردار اکثار احمد آف بیلجیم

میں آخر میں وحید اعوان صاحب الاعوان بک ڈپو دھر بازار کا شکر گزار ہوں جنہوں نے کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں کافی معاونت کی۔

عابد علی خاکسار

مجھے فخر ہے کہ عابد خاکسار صاحب کے حلقۂ تلمذ میں ہو رہا ہوں۔ میرا اپنے اُستادِ محترم سے گزشتہ بارہ سال سے معلم اور متعلم کا رشتہ استوار ہے۔اُن کے مختلف مضامین مختلف رسائل میں پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ان مضامین میں وہ بڑی خوبصورتی سے ہمارے معاشرے کی بہت سی کوتاہیوں وخامیوں کو منظرِ عام پر لاتے رہے ہیں۔ان کا وطن سے لگاؤ عوام کے دُکھ اور درد اور آلام کو محسوس کرنے کی صلاحیت ،اُن کی باریک بینی ،اور قومی سوچ وہ اوصاف ہیں کہ جن کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ بات کہنے میں مجھے کوئی عار نہیں کہ خاکسار صاحب نہ صرف بہترین اُستاد ہیں بلکہ ایک حساس شاعر اور انقلابی سوچ کی حامل سحر انگیز شخصیت کے مالک ہیں۔

محترم خاکسار صاحب نے اپنے جذبات واحساسات کو جس طرح مختلف و متنوع تشبیہات وتمثیلات کے پردے میں دلکش انداز سے پیش کیا ہے یہ انداز نہ صرف اُن کے بہترین شاعر ہونے کا ثبوت ہے بلکہ مستقبل کے ایک کامیاب ودر خشندہ شاعر ہونے کا ضامن بھی ہے۔

میری اللہ سے دعا ہے کہ ان کی شاعری میں نیرِ اعظم جیسی ضیا اور ان کے قلم میں شمشیرِ حیدر جیسی طاقت عطا ہو۔(آمین)

آغوشِ صدف کی اشاعت پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

ذیشان الیاس آف بٹل
انجینئرنگ یونیورسٹی میرپور(آزاد کشمیر)

حمد

کلیوں میں تُو، پھولوں میں تُو، خوشبُو میں تُو
جلوہ ترا گلزار میں ہے کُوبکُو

گرجا میں تُو، مندر میں تُو، مسجد میں تُو
ہر روپ میں ہوتی ہے تری جستُجو

اللہ کہتا ہے کوئی ، اشور کوئی
ہر نام سے ہوتی ہے تیری گفتگو

دیکھا جہاں، آیا نظر جلوہ ترا
ہر رنگ میں، ہر ڈھنگ میں، بس تُو ہی تُو

سب نام ہیں تیرے، سبھی جلوے ترے
غافل ہیں اِنساں تُو ہے سب کے رُوبرُو

مولا مِرے، آقا مِرے، داتا مِرے
اپنا بنا کے رکھ لے مِری آبرُو

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

خدایا جہاں میں مجھ پہ اتنا کرم رکھنا
مجھے اور محبتِ مصطفیٰؐ کو بہم رکھنا

کوئی جب نہیں ہو گا مرا، اُس گھڑی آقا
مرے حال پر نظرِ کرم دم بدم رکھنا

بھٹک جاؤں گا تُو نے چُرا لیں اگر نظریں
بنا کے مجھے دیوانہ شاہِ اُمم رکھنا

لطافت جہاں سارے کی اِسی میں ہے عابدؔ
غمِ مصطفیٰؐ سے ہر گھڑی آنکھ نم رکھنا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

عشق میں تو اتنا جلا دے مجھے
اُن کی آنکھوں کا سرمہ بنادے مجھے

ہو گزر اُن کا شائد ادھر سے کبھی
خاک سی راستے کی بنا دے مجھے

ہر کہیں عکس تیرے نظر آتے ہیں
تُو کہاں ہے بس اتنا بتا دے مجھے

اے خُدا مر مِٹوں اُن کے نام پر
اتنی سی تو سعادت ذرا دے مجھے

عمر بھر میری جاں تجھ کو ہی چاہوں گا
اس خطا کی جو چاہے سزا دے مجھے

☆

مرا اُن سے تو اتنا سلسلہ ہوتا
کہ بن کے خاک قدموں میں بچھا ہوتا

سکوں مل جاتا مجھ کو دو جہانوں کا
اگر میں اُنکے در پر ہی پڑا ہوتا

کبھی جالی کبھی در چومتا رہتا
بڑا پُر کیف یہ سب سلسلہ ہوتا

ہجومِ فکر سے آزاد ہو جاتا
اگر کوئے محمدؐ میں بسا ہوتا

اگر میں دیکھ لیتا وہ رخِ انور
مرض میرا کبھی نہ لادوا ہوتا

بڑا ہی پُر سکوں ہوتا زمانہ بھی
جہاں میں گر نظامِ مصطفٰے ہوتا

مجھے یوں جینے سے عابدؔ تو اچھا تھا
درِ اقدس پہ مر کے نہ مرا ہوتا

جہاں جانِ جاں ہوں واں پھر اجل کیسی
زمانے کی نظر سے بس چھپا ہوتا

☆

سبھی یقیں پُر شباب ہوتے تمھی اگر بے نقاب ہوتے
شکوک بھی لا جواب ہوتے تمھی اگر بے نقاب ہوتے

کہیں مسجد، کہیں ہے گرجا، کہیں ہے مندر کہیں کلیسا
نظر میں نہ یہ سراب ہوتے تمھی اگر بے نقاب ہوتے

کوئی کسی کا کوئی کسی کا، دیوانہ بن کے یہاں مرا ہے
تمھارے ہی سب جناب ہوتے تمھی اگر بے نقاب ہوتے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

مجھ کو اپنا گدا بنا جاناں
سب غموں سے مجھے چھڑا جاناں

جا بجا میں کہاں تجھے ڈھونڈوں
آ مِرے قلب میں سما جاناں

تُو ہے شافی مریض ہے عابدؔ
دیجیے اب اسے شفا جاناں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

اُن پر و بال سے نواز مجھے
لے اُڑیں جو سوئے حجاز مجھے

سر جھکاؤں تو سر اُٹھا نہ سکوں
اے جنوں وہ پڑھا نماز مجھے

سخت جاں تھا میں بھی زمانے میں
غم ترا کر گیا گداز مجھے

کس طرح عشق چھوڑ دوں ناصح!
راس آیا یہی تو ساز مجھے

سجدوں پہ سجدے میں کیئے جاؤں
وہ ملے گر برنگِ مجاز مجھے
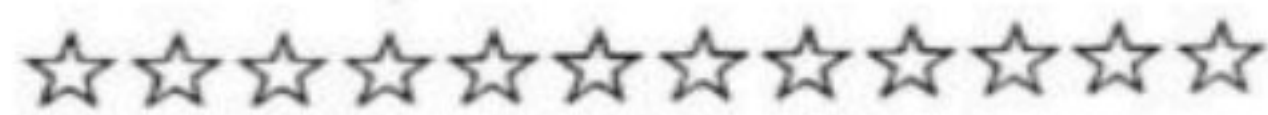
آخری وقت ہے، مسیحا مرے
دید کی کر عطا نیاز مجھے

شیخ کی عمر بھر سعی عابد
عشق سے رکھ سکی نہ باز مجھے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

جب ہوئی آنکھ نم چلے آئے
کہنے درد و الم چلے آئے

جب اَماں نہ ملی زمانے میں
پاس تیرے صنم چلے آئے

ہے خوشی آج میکدے میں بھی
واعظ و رند ہم چلے آئے

☆

ساقیا کھائی تھی قسم لیکن
تجھ کو دیکھا تو ہم چلے آئے

کشمکش کچھ مجھے ہوتی لیکن
عقل اور دل بہم چلے آئے

ہم کو بھی سینے سے لگاؤ گے
اس تصور میں ہم چلے آئے

چومیں گے در نصیر کا عابدؔ
ہم یہ کھاکے قسم چلے آئے

(☆نصیرالدین شاہ صاحب گولڑوی)

﴿ بحضور مرشدی حضرت زاہد سلطانی صاحب ﴾
(گلہار شریف کوٹلی)

ہے زندگی کوہِ گراں ساقیا
اب نہ رہی تاب و تواں ساقیا

جب ہو گیا دل ناتواں ساقیا
آیا سنانے داستاں ساقیا

میں پینے آیا تھا شرابِ کہن
نہ دی چھپا دی ہے کہاں ساقیا

☆

ہو بے قراری کس طرح سے بیاں
کر دی ادب نے بند زباں ساقیا

میں تو پریشان کم نگاہی سے ہوں
بس اِک نظر کا کر زیاں ساقیا

کچھ یوں پلا جامِ شرابِ الست
پاؤں حیاتِ جاوداں ساقیا

بس فکر ہے مجھے اپنا رات دن
محدود سے کر بے کراں ساقیا

مجھ کو پہنچادے وہاں کہ جہاں
نہ ہو زماں نہ ہو مکاں ساقیا

یہ مستیاں مدہوشیاں ہیں کیا!
کر دے مجھے بھی رازداں ساقیا

اس جیتے جی جذبات ہی مر چلے
پھر سے مجھے کر دے جواں ساقیا

رنگ دے مجھے بھی اپنے ہی رنگ میں
انگ انگ سے ہو تُو ہی عیاں ساقیا

اس دھوپ میں غم کی مجھے چاہیے
زلفِ کرم کا سائباں ساقیا

میں عقل کے صحرا میں ہی کھو گیا
اُلفت سے کر دل ضوفشاں ساقیا

تنگ نہ کرے حسنِ بتاں ساقیا
حسنِ ازل کر دے عیاں ساقیا

یوں لا اِلہٰ کی دے مے کہ قلب سے
تابِ یقیں ہو ضوفشاں ساقیا

وہ کچھ پلا دے کہ نہ چھوٹے کبھی
مجھ سے ترا یہ آستاں ساقیا

عابدؔ کیا ہے؟ شاعری ہے کیا !
تُو ہی بنا حسنِ بیاں ساقیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آہ کشمیر

مجبور بنایا ہے، محکوم بنایا ہے
کشمیر کو ظالم نے مظلوم بنایا ہے

شاداب ہوائیں تھیں، شفاف فضائیں تھیں
پر آج وہی گلشن، مسموم بنایا ہے

خود غرض زمانے نے گُل پوش چمن میرا
ویران بنایا ہے، معدُوم بنایا ہے

مخلوق یہ کہتی ہے فریاد ہماری پر
خوش باش چمن کس نے مغموم بنایا ہے

اب روح بھی بڈشاہ کی بس آنسو بہاتی ہے
یہ دیس مِرا کیسے محکوم بنایا ہے

تسخیر نہ ہوتا پر اپنوں کے بکھیڑوں نے
اس دیس کو اکبر سے مہزوم بنایا ہے

تاریخ بھی کہتی ہے، آثار بھی کہتے ہیں
یہ ایک ہی تھا گلشن، جو مقسوم بنایا ہے

بیگانے تو تھے عابدؔ، اپنوں کی جفاؤں نے
ہر بار وطن میرا محکوم بنایا ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زلزلہ

یہ تیری رحمتوں کو کیسے ہوا گوارہ
انساں ہلاک کرنے یہ زلزلہ اُتارا

کیا کم ڈھائے پہلے ہم پر ستم جہاں نے
اے آسماں جو تُو بھی دشمن ہوا ہمارا

یہ کس طرح ہے ممکن دیکھیں بھی چپ رہیں بھی
پھرنا گلی گلی میں بچوں کا بے سہارا

بستہ کہیں پڑا ہے پنسل کہیں پڑی ہے
بچہ دبا ہوا ہے ملبے تلے بے چارہ

اب عید آگئی ہے کس کو دیں گے کھلونے
ماں بھی تڑپ رہی ہے اور باپ بھی بیچارہ

گڑیا بھی تیری چُپ ہے کشتی بھی ہے پریشان
سب کچھ بلا رہا ہے آ لوٹ کے خُدارا

نیلم کی موجو تم بھی اس کی گواہ رہنا
معصوموں نے مدد کو کس کس کو ہے پکارا

یہ بھی مکاں گرا ہے وہ بھی مکاں گرا ہے
کس ایک گھر کو روئیں اُجڑا ہے شہر سارا

اب صبر سے گزارو یہ وقت اِمتحاں کا
دے گا سبھی کو جو بھی ہوا خسارا

مختار ہے تُو اللہ پر التجا ہے اتنی
یہ دلخراش منظر نہ ہو کبھی دوبارہ

دل سے نکل رہی ہے اب تو دعا یہ عابدؔ
زلزلے کے ماور حامی خُدا تمھارا

☆
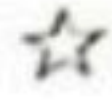
ارے کتنے بھلے ہے ہم
ترے دل میں بسے ہیں ہم

مری جاں ہیں تو حیراں ہم بھی
کہاں جا کے بسے ہیں ہم

جتا مت پیار کے احساں
ترے بن بھی رہے ہیں ہم

مٹانے ظلمتِ شب کو
شمع بن کے جل ہیں ہم

کہا یوں بھی ہمیں باغی
اُٹھا کے سر چلے ہیں ہم

☆

نہ پھوٹے گی جب تک سحر جاگنا ہے
ستارو ہمیں رات بھر جاگنا ہے

ہمرے ہم نشیں تیرگی ہے تو کیا غم!
ہمیں تو جلا کے جگر جاگنا ہے

ابھی سے تمھیں نیند آنے لگی ہے
ہمیں تو یہ سارا سفر جاگنا ہے

جو تھا رہنما، مل گیا رہزنوں سے
کرو قافلے کو خبر جاگنا ہے

یہ عابدؔ سے کہہ دو کہیں سو نہ جائے
سحر تک اسے سر بسر جاگنا ہے

☆

سعی کی ہم نے مگر عہد نبھایا نہ گیا
اپنے گھر سے تیرے گھر تک بھی تو جایا نہ گیا

حالِ دل سننے کو تیار تھی محفل ساری
مجھ سے افسانہ ءِ دل پھر بھی سنایا نہ گیا

کس قدر غم کی گھٹا چھائی ہے دل پہ میرے
مسکرانا چاہا ، مگر مسکرایا نہ گیا

بھول جاتے ہیں حسینوں کو اے دلِ زار
یار وہ کیسا ہے! جو تجھ سے بھلایا نہ گیا

خود کشی میں نہیں کرتا کہ کہیں گے عابدؔ
زندگی بوجھ تھا جو اِس سے اُٹھایا نہ گیا

☆

عمر ساری یہی فن دکھاتے رہے
چوٹ کھاتے رہے مسکراتے رہے

دم نکلتا رہا لوگ آتے رہے
ہچکی کے ساز پر گیت گاتے رہے

رات بھر زخم دل کے جگاتے رہے
ہر گھڑی آشنا یاد آتے رہے

☆

شکوہ کرتے کسی سے کیا گرنے کا
ہر کہیں یار اپنے گراتے رہے

جیتے جی بس نشہ ہم یہ کرتے رہے
دل سلگتا رہا دَم لگاتے رہے

موت نے اِک گھڑی میں یہ سمجھا دیا
رائگاں تھے مکاں جو بناتے رہے

دیکھ لیں اپنی منزل مسافر سبھی
ہم یہی سوچ کر دل جلاتے رہے

راز عابدؔ نہ جانے کیسے یہ جہاں
بات دل کی سبھی کو بتاتے رہے

☆

ملتے ہیں مگر گرمیِ ملاقات نہیں ہے
پہلے کی طرح کوئی بھی اب بات نہیں ہے

اِک عمر گزارو تو پھر احساں جتاؤ
دو پل کا مری جاں تو کوئی ساتھ نہیں ہے

تم خوب جلو تارو شبِ وصل ہے میری
یہ بات کوئی آساں سی بات نہیں ہے

سیلابِ بلا داد دے کہ خطرۂ جاں ہے لیکن
کوئی بھی مرے لب پہ مناجات نہیں ہے

احمق ہے وہ بھی کتنا جو یہ کہتا ہے عابدؔ
یہ دنیا کوئی جاءِ مکافات نہیں ہے

☆

وعدہ کرکے نبھانا بھول گئے
اور سبب بھی بتانا بھول گئے

آج وعدہ نہیں کیا کوئی
آج مجھ کو جلانا بھول گئے

اک طرح کا ہے جفا یہ بھی تو
وہ گرا کر اُٹھانا بھول گئے

یہ بھی انداز ہے ستم کا ہی
آج چہرا چھپانا بھول گئے

مسکراتے تھے خاکسار بہت
عشق میں مسکرانا بھول گئے

☆

خوب بدلہ یہاں پیار کا دیتے ہیں
لوگ سارے نظر سے گرا دیتے ہیں

درد جب حد سے بڑھتا ہے تو بے وفا
چپکے چپکے تجھی کو صدا دیتے ہیں

اے دلِ ناتواں بھول جا تو اُسے
زخم سارے مجھے اب سزا دیتے ہیں

آشیاں جب سے جلنے لگا ہے مرا
تب سے یہ خشک پتے ہوا دیتے ہیں

کون قاتل کو اب دے سزا قتل کی
قتل کو خود یہ منصف روا دیتے ہیں

نا سمجھ دل ذرا سی خطا پہ یہاں
لوگ احسان سارے بھلا دیتے ہیں

جلنے کی اِک تُو عابدؔ شکایت نہ کر
حسن والے سبھی کو جلا دیتے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

اصل میں وہ وفا نہیں کرتے
عشق میں جو جلا نہیں کرتے

زندگی کو سنوارتا لیکن
قید سے وہ رہا نہیں کرتے

باعمل تو عروج پاتے ہیں
بے عمل کچھ بنا نہیں کرتے

عشق پھر خاک کرتے ہو زاہد
جو گریباں قبا نہیں کرتے

کچھ تو ہے جو ملے یوں ہی ورنہ
بے سبب وہ ملا نہیں کرتے

بات دل کی یوں ہی یہاں عابدؔ
ہر کسی سے کہا نہیں کرتے

☆☆☆☆☆☆☆

☆

یہ کیسی عطا ہے سویرے سویرے
مجھے وہ ملا ہے سویرے سویرے

اُٹھو رندو کتنا ہے مہرباں ہے ساقی
میخانہ کُھلا ہے سویرے سویرے

فلک کی بلندیوں پہ جا کے پہنچا وہ
یہاں جو اُٹھا ہے سویرے سویرے

جہاں میں کسی کو خبر ہوتی کیسے
مِرا گھر جلا ہے سویرے سویرے

کوئی پھول ہیں کہ ساغر چمن میں
بڑی مست ہوا ہے سویرے سویرے

یہ مغموم سی رُت پتہ دیتی ہے کہ
کوئی لوٹ چلا ہے سویرے سویرے

ملازم نہیں جو کہیں ہم یہ عابدؔ
یہ اُٹھنا سزا ہے سویرے سویرے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

سیکھ لیا اوروں کا چلن ہم نے
جیتے جی پہنا ہے کفن ہم نے

رہ گیا نام سا حقیقت میں
بیچ ڈالا سارا چمن ہم نے

دل دے بیٹھے نظر ملا کے ہم
پل میں خالی کیا بدن ہم نے

کیسے نغمے سنائے گی بلبل!
کاٹ ڈالا ہے جب چمن ہم نے

اب کیا موت سے ڈریں عابدؔ
جب پہن ہی لیا کفن ہم نے

☆

خدایا جب ترے کرم دیکھتے ہیں
ہم اپنے گناہوں کو کم دیکھتے ہیں

نہیں بُت شکن آج کوئی جہاں میں
اُٹھا کے سر اپنے صنم دیکھتے ہیں

قیامت سے پہلے قیامت ہے شائد
عدوئے جاں کو ہم قدم دیکھتے ہیں

اُنھیں ہم سے ہے کم نگاہی کا شکوہ
جنھیں پیارے دم بدم دیکھتے ہیں

ذرا قتل سے پہلے یہ دیکھ قاتل
تجھے کتنی چاہت سے ہم دیکھتے ہیں

صنم گر تھے پہلے مگر آج عابد
اُنھیں پاسبانِ حرم دیکھتے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کچھ اشعار
(جنرل مشرف کا اقتدار سنبھالنے پر)

☆

نگاہوں میں میری اب سماں موت کا ٹھہرا
مری جان کا دشمن مرا رہنما ٹھہرا

سورج کی تمازت سے جلی ہے جہاں دنیا
وہیں دھوپ میں جاکے مرا قافلہ ٹھہرا

جسے علم نہ تھا رُخ کدھر ہے ہواؤں کا
وہی بے خبر آکے مرا ناخدا ٹھہرا

بہت تھک گیا میں چلتے چلتے مگر ہائے
وہی دوریاں اُن سے وہی فاصلہ ٹھہرا

جو الزام دیتا تھا وہ سارے زمانے کو
وہ تو آپ ہی مجرم اُسی جرم کا ٹھہرا

جسے دیکھ کر رستے میں روتا رہا اکثر
مری جیت کی پہچاں وہی آبلہ ٹھہرا

میں سچ بولتا تھا سامنے اس لئے شائد
کوئی شخص بھی نہ شہر میں آشنا ٹھہرا

بڑی حسرتیں تھی دل میں عابدؔ ابھی لیکن
بڑا بے وفا یہ وقت بھی شام کا ٹھہرا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

کیسے لائیں جگر ترے قابل
پھر بنیں ہم سفر ترے قابل

اَن گِنت چھید ہو چکے دل میں
اب نہیں ہے یہ گھر ترے قابل

آبلہ پا ہیں ہم ہُنک پا تُو
ہم نہیں ہم سفر ترے قابل

بارہا ہو چکی جو آلودہ
کیسے ہو وہ نظر ترے قابل

اور کہیں جا خزاں رسیدہ سے
اب نہیں یہ شجر ترے قابل

چل نکل خاک سے کہیں عابدؔ
آسماں ہے نگر ترے قابل

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆
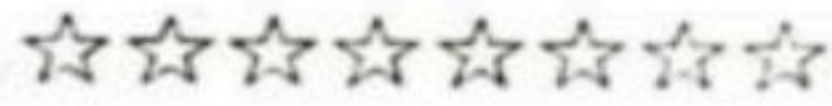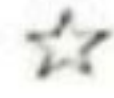
وہ بڑا خوش ہوا ڈبو کر مجھے
تم خدارا برا ناخدا دیکھنا

درد ہے، یاد ہے، سینے میں آگ ہے
جانِ من عشق کی یہ عطا دیکھنا

خوش قسمت ہیں وہ آدمی خاکسار
ہو میسر جنھیں دلرُبا دیکھنا

☆

وہ آئے گا پلٹ کر یہ یقیں تو ہے
وہی دل کا مِرے آخر مکیں تو ہے

میں چاہوں گا اُسے تم باز نہ رکھو
ستم گر ہی سہی لیکن حسیں تو ہے

مہک سے اس کی مہکا ہے کسی کا گھر
خوشی ہے کہ گُلِ لالہ کہیں تو ہے

نہ طعنہ دے مجھے خانہ بدوشی کا
ہے بنجر سی مگر میری زمیں تو ہے

☆

دل مرا اور کیا ٹھکانہ ڈھونڈے گا
گھر ترا یا پھر میخانہ ڈھونڈے گا

آج وہ مجھ سے نہیں ملتا مگر
ملنے کا کل وہ بہانہ ڈھونڈے گا

پاس میرے آئے گا تھک ہار کے
جب وہ اپنا آشیانہ ڈھونڈے گا

آج مل لے ورنہ کل حسرت ہوگی
جب تُو یہ موسم سہانا ڈھونڈے گا

تجھ کو ہی اے دل رکھوں گا سامنے
جب نظر کا وہ نشانہ ڈھونڈے گا

آج عابدؔ جی مرا احساس نہیں
کل نہ ہوں گا تو زمانہ ڈھونڈے گا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

جب کبھی اُن کو دل سے بھلانے لگے
سامنے آکے وہ مسکرانے لگے

اِک خطا نے وہاں سے لوٹایا ہمیں
پُہنچنے میں جہاں تک زمانے لگے

جو دیے رکھے تھے روشنی کے لئے
اب وہی دیے گھر کو جلانے لگے

ہو نہ جائے خفا تُو یہی سوچ کر
ہم تجھی کو تجھی سے چُھپانے لگے

بعد مدت گھڑی آئی جب اُڑنے کی
حسن سے عقل کے پر کٹانے لگے

کیا کریں جب سے چھوڑا ہے عابؔد اُنہیں
وقت بے وقت وہ یاد آنے لگے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

دوستی تو شباب تک رہ گئی
اب مری جاں عذاب تک رہ گئی

کون کرے تیری آنکھ کی باتیں
مدہوشی جب شراب تک رہ گئی

دیپ جلتے ہیں ہر کہیں لیکن
رات خانۂ خراب تک رہ گئی

تیری مرضی کہ زندگی میری
اب تیرے ہی جواب تک رہ گئی

کس طرح ہو اثر عبادت میں
بندگی جب ثواب تک رہ گئی

اب میں جاؤں کہاں سرِ محشر
بات میری جناب تک رہ گئی

جب کبھی دیکھنے لگا اُن کو
آنکھ میری حجاب تک رہ گئی

پاس تیرے عمل مگر غافِل
تیری قسمت کتاب تک رہ گئی

اب وہ بھی بے حیا نہیں عابدؔ
پیری اُن کی حجاب تک رہ گئی

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

وہ ہمارے نہیں یہ الگ بات ہے
پر بہت ہیں حسیں یہ الگ بات ہے

دیکھتے ہی اُنہیں دل نے سجدے کیے
نہ جھکی ہے جبیں یہ الگ بات ہے

گھر جلا ہے مِرا تو ہو مجرم تُمھیں
ہو مِرے ہم نشیں یہ الگ بات ہے

اصل میں پیار سے دیکھتے ہیں ہمیں
پُر شِکن ہے جبیں یہ الگ بات ہے

ہم بھی تیری طرح جیتے تھے شان سے
آج ہیں تہہِ زمیں یہ الگ بات ہے

جیت پائے نہ دل تم کسی طور سے
ہم تھے زیرِ نگیں یہ الگ بات ہے

بد گمانی نہ کر سوچتے ہیں تجھے
ہے نظر اور کہیں یہ الگ بات ہے

یاد میں جاگنا یاد ہے خاکسارؔ
سوتے اب نہیں یہ الگ بات ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

جو بھی میرے زخم جگر دیکھتے ہیں
وہ جا جا کے اُن کی نظر دیکھتے ہیں

نکلتے ہیں وہ شہر میں بن سنور کے
یہ ہم معجزۂ ہنر دیکھتے ہیں

ہماری محبت کی یہ ہے کرامت
ہمیں رشک سے تاجور دیکھتے ہیں

نہ ہو بد گماں یوں نظر پھیرنے سے
تجھے دیکھتے ہیں جدھر دیکھتے ہیں

سفر شرط ہے پر ذرا سوچ عابد
سفر سے پہلے ہمسفر دیکھتے ہیں

متفرق اشعار

☆

بن تیرے زندگی تو گزر جائے گی
پر جیتے جی مجھے خاک کر جائے گی

اِک نظر دیکھ تیرا زیاں تو ہوگا
پر مری عمر ساری سنور جائے گی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مری باتیں وہ ہنس کے ٹال دیتے ہیں
اوروں پہ توجہ وہ بہر حال دیتے ہیں

ایک ہونہار سٹوڈنٹ کے لئے آٹو گراف

تُو ناز گُلوں کا ہے تو آس گُلوں کی ہے
بے خواب کلی تو ہی پہچان چمن کی ہے

کچھ نام کمانا ہے تو دیکھ بلندیوں کو
آثار دِکھاتے ہیں کہ شان چلن کی ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

جب طبیعت مری عاشقانہ بنی
تو ادا تیری اور کافرانہ بنی

پینے دے اب خدارا کہ میرے لئے
آنکھ تیری ازل سے پیمانہ بنی

اُس پر ہی گرتی ہیں بجلیاں ٹوٹ کر
شاخ جو بھی مرا آشیانہ بنی

کرنی تھی رونمائی کسی اور کی
بُھول آدم کی یوں ہی بہانہ بنی

جی ہی لیتا مگر قاتل اُن نظروں کا
دل کی بستی ہی پہلا نشانہ بنی

حسن والوں سے کہہ دو رہیں چُپ سبھی
ہم سے اُن کی ادا قاتلانہ بنی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

جس طرح چاہے پلا اے ساقیا
ہے یہاں میرا کیا اے ساقیا

مدہوشی میں پوچھ تُو ہم سے مگر
ہوش میں تھا اور مزہ اے ساقیا

مے پلانی ہے اگر تو پیار سے
یا میخانے سے اُٹھا اے ساقیا

لاج رکھ ساقی گری کی بھی ذرا
مفت ساروں کو پلا اے ساقیا

تُو پلانا ہے ہمیں بس ایسے ہی
راز مے کا تو بتا اے ساقیا

رنگ مٹادے میکدے سے فرق کے
ایک جیسی ہی پلا اے ساقیا

دیتے بھی اور لیتے بھی ہو مرضی سے
پینے کا پھر مزہ کیا اے ساقیا

سامنے عابؔد کے ہو اور پردے میں
اس کو مکھڑا بھی دکھا اے ساقیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

(امریکہ افغانستان جنگ کے تناظر میں)

منصوبہ نہیں اُن کا تاریکی مٹانے کا
بس ایک بہانہ ہے گھر میرا جلانے کا

کتنے بے گناہوں کا اِس میں خون ہے شامل
عنوان محبت ہے جس تیرے فسانے کا

حیران زمانہ ہے انجام کیا ہو گا!
سفاکی سے انساں کا یہ خون بہانے کا

اب امن کہیں ہو گا امید کریں کیسے
ظالم کو بنایا جب سردار زمانے کا

اب پاس ہمارے جو اخلاص کی دولت تھی
الزام اُسی پر ہے دنیا کو جلانے کا

افغان جو قیدی ہیں دنیاسے وہ کہتے ہیں
دستور یہ کیسا ہے ممتاز گھرانے کا

مجھ کا جو رُلاتے ہیں کہتے یہی مجھ سے
کچھ راز بتا ہم کو یہ اشک بہانے کا

سچ بول کے دنیا میں بدنام ہوئے عآبد
معلوم ہمیں نہ تھا معیار زمانے کا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

میں لٹا ہوں یاں سرِ بازار تم بھی دیکھنا
ہو نہ جائے اِس گلی سے پیار تم دیکھنا

آج پھر وعدہ کرے گا وہ سہانی شام کا
اے فضا اِس بار یہ اقرار تم بھی دیکھنا

دار کر کے یوں چلے جانا نہیں اچھا صنم
رقص میرا، جاں مری، اِک بار تم بھی دیکھنا

ہر کوئی بے موت مارا گیا ہے میرے شہر میں
اے مِرے انصاف کے سردار تم بھی دیکھنا

شہر والے آج کہتے ہیں امیر شہر سے
ہم اُجاڑیں گے ترا گھر بار تم بھی دیکھنا

نوجوانو قافلہ جاتا رہے دیوانوں کا
ہم چڑھے ہیں دار پر یہ دار تم بھی دیکھنا

آج پھر عابدؔ سناتا ہے نیا نغمہ کوئی
پیار میں ہے تیرے یہ سرشار تم بھی دیکھنا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

جو تو میرے خیال تک پہنچے
تو کبھی نہ زوال تک پہنچے

عشق میں جلتے ہیں اِسی خاطر
حسن تیرا کمال تک پہنچے

کسی کی آنکھ میں نہیں یارا
کون تیرے جمال تک پہنچے

چھوڑ ناصح ہمیں کیا اِس سے
کتنے عاشق وصال تک پہنچے

مانگتے ہیں اُنہی کو ہم اُن سے
ہم یہ کیسے سوال تک پہنچے

کون جی پائے گا یہاں عابدؔ
جب کبھی وہ جلال تک پُہنچے

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

تُو مجھے یاد آئے گا برسوں
میرے دل کو جلائے گا برسوں

تُو مجھے چاہتا نہیں لیکن
گیت میرے سنائے گا برسوں

اِک نظر سے تجھے کیا ہو گا!
دل میرا چین پائے گا برسوں

جاں بلب ہوں مگر مِرا قاتل
آتے آتے لگائے گا برسوں

میں نے خود کا جلا دیا لیکن
زندگی عشق پائے گا برسوں

آگے عابدؔ چلا گیا لیکن
یہ جہاں جگمگائے گا برسوں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆
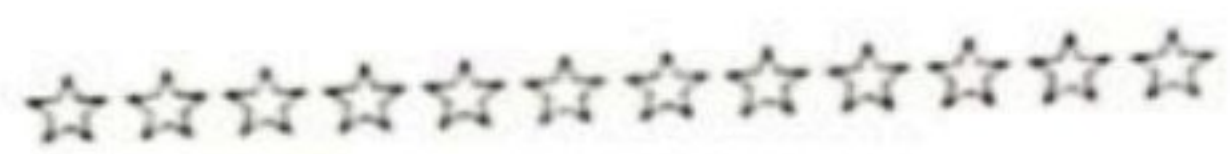
ضبط نہ میرا آزما جاناں
پردہ رُخ سے ذرا ہٹا جاناں

دیکھوں تو بس تُو ہی نظر آئے
تُو کچھ ایسا مجھے بنا جاناں

جام جو قرنی کو پلایا تھا
جام مجھ کو وہی پلا جاناں

ناسمجھ ہوں ذرا خدارا
در گزر کر مری خطا جاناں

رب سے ہے دعا کہ اب دل میں
نہ ہو کوئی ترے سوا جاناں

پاس آجا تُو بھی مرے عابدؔ
پیار سے یوں کبھی بلا جانا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

﴿ایک شعر﴾

دل خوش ہے دونوں جانب ہر ایک شکاری کا
تقسیم ہو گا گلشن عندلیب بے چاری کا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

﴿ایک شعر﴾

پڑھ لیا ہے اب کتابوں میں بہت کچھ خاکسارؔ
چھوڑ اِن کو آ ذرا چہروں کی تحریریں پڑھیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

اُس کو کاش یوں پیار آئے
ملنے کو وہ بار بار آئے

تنہا ہی رہا ویرانیوں میں
بُلبُل تو سرِ بہار آئے

میں دیکھ کے اس کو مر رہا ہوں
ایسی موت بار بار آئے

جاں دے دی مگر مری وفا پر
تُجھ کو نہ اِعتبار آئے

چاہو آج ورنہ کل کہو گے
پھر دنیا میں خاکسار آئے

☆

ہے پار اگر جانا تو پھر دیکھے کیا ہو
طوفان کبھی ناداں پایاب نہیں ہوتے

جو سہتے نہیں سختی پانی کے تھپیڑوں کی
وہ قطرے کبھی گوہر نایاب نہیں ہوتے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

﴿ایک دوست افسر کے نام﴾

پرانے دوستوں کو تم بُھلا بیٹھے
تم اپنے کو بس افسر ہی بنا بیٹھے

پرانی وہ محبت وہ خلوص اپنا
تکلف کے لبادے میں چھپا بیٹھے

غریبوں کا جنہیں تم خون کہتے تھے
وہی رئیس گلے سے تم لگا بیٹھے

بُرا ہو اِس تمھارے عہدے کا ہمدم
نشے میں جس کے تم خود کو گنوا بیٹھے

☆

زمانہ تو زمانہ ہے تم بھی مجھے کہاں سمجھے
مجھے ہنستے ہنساتے دیکھ کر تم شادماں سمجھے

ہوا بھی تیز چلتی ہے گھٹا بھی کالی چھاتی ہے
خدایا کاش یہ موسم کے تیور بادباں سمجھے

اِس حسرت میں دم گھٹتا ہے سینے میں مِرے عابدؔ
کوئی تو ہو جو گلشن میں مِرے دل کی زباں سمجھے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆